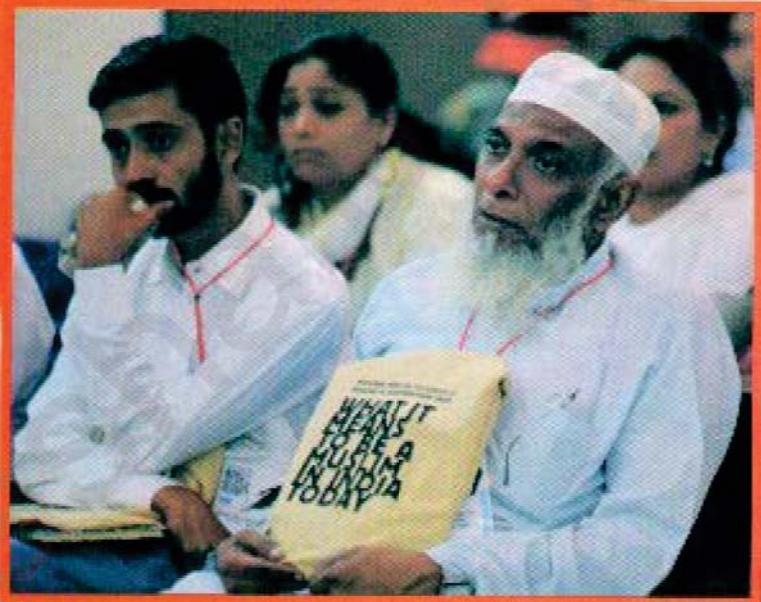


ہندوستان کے مسلمان امتیازی سلوک کا شکار



امت پاپلیا تحریک محمد اختر



مشعل

ہندوستان کے مسلمان

امتیازی سلوک کا شکار

امت پانڈیا

ترجمہ: محمد اختر

مشعل بکس

آرپی۔۵، سکینڈ فلور، عوامی کمپلکس، عثمان بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور۔

۵۲۰۰ پاکستان

ہندوستان کے مسلمان

امتیازی سلوک کا شکار

امت پاٹدیا

اردو ترجمہ: محمد اختر

کالی رائٹ اگریزی (c) 2010 امت پاٹدیا
کالی رائٹ اردو (c) 2011 مشعل بکس

ناشر: مشعل بکس

آر۔ بی۔ ۵۔ سینئر فلور، عوامی کمپلکس، عثمان بلاک،
نیو گارڈن ٹاؤن لاہور 54600، پاکستان

فون و فیکس: 042-35866859

E-mail: mashbks@brain.net.pk

<http://www.mashalbooks.org>

فہرست

۵	تعارف
۱۰	وسعی تر تناظر
۱۳	ایک مختلف قسم کی اقلیت
۱۶	مذہبی اور قومی تشخض
۲۱	سیاسی شراکت
۲۵	تشدد، انتہا پسندی اور ریاست
۳۱	ریاست اور معاشرہ
۳۹	سماجی اور معاشری نقصانات
۴۶	تعلیم، شخص اور اختیار
۵۱	غیر یقینی اعداد و شمار
۵۳	ان کی اپنی آواز میں
۶۰	مسلمانوں کا ثافتی، نظریاتی اور سماجی تنوع
۶۶	اپنی مدد آپ اور ذمہ داری کی روح
۷۰	احیاء العلوم (نشاة ثانیہ)
۷۳	معاشری حالت
۷۶	طریق سیاست
۸۳	معیاری تعلیم۔۔۔ اعلیٰ ترین ترجیح
۸۸	قانون کی حکمرانی
۹۳	اردو زبان
۹۷	جنس
۹۹	ذرائع ابلاغ، مقبول تاثر اور اس کی رسائی

تشرد ۱۰۲
حاصل بحث ۱۰۷

تعارف

سٹمسن سنٹر انٹی ٹیوٹ فار پیس سٹڈیز اینڈ کونفلکٹ ریزو لیشن سٹڈی

ہنری ایل سٹمسن سٹر واٹکشن ڈی سی اور انٹی ٹیوٹ فار پیس سٹڈیز اینڈ کونفلکٹ ریزو لیشن ممبئی نے دسمبر 2007ء سے ایک جامع انکوارٹی کا اہتمام کیا جس کا مقصد ہندوستانی مسلمانوں کی ترجیحات، سوچ اور تجھظات کو بہتر انداز میں سمجھنا اور بیان کرنا تھا۔ ہم نے اس سٹڈی کا اہتمام اس لیے کیا کیونکہ ہمارا یقین ہے کہ مسلم ہندوستانیوں کی رائے کو مناسب طریقے سے سمجھا نہیں گیا۔ مسلمانوں کے مسائل اور تجھظات کو بہتر طریقے سے نمائنا کے سلسلے میں ہندوستان میں پالیسیوں کی تیاری کے لیے پہلے ضروری ہے کہ ہندوستانی معاشرے میں رہنے والے مسلمانوں کے تجربات کو واضح طور پر سمجھا جائے۔ ہندوستانی آبادی کے بڑے اور اہم حصے اور عالمی مسلم کمیونٹی کی سوچ اور مسائل کے بارے میں ایک واضح فہم حاصل کرنے کی صورت میں امریکی پالیسیوں کو بھی اچھے طریقے سے مرتب کرنے میں مدد ملے گی۔

اس میں سکیورٹی کے سلسلے میں پالیسیوں سے متعلقہ افراد کے لیے اضافی دلچسپی کا امر ریاست مخالف عناصر اور متشدد پان اسلامی نیٹ ورکس کی وہ مخفی اپیل ہے جو ہندوستانی مسلمانوں کے نقصان کی قیمت پر مل رہی ہے۔ اس بات کے کوئی شواہد موجود نہیں کہ متشدد اور انہتا پسند پان اسلامی نظریات ہندوستان کے مسلمانوں میں وسیع پیمانے پر پھیل یا جڑ پکڑ چکے ہیں۔ تاہم اس سے قطع نظر بہت سے ہندوستانی جن میں مسلم بھی ہیں اور غیر مسلم بھی اور جن کا تعلق ہر قسم کے نظریات اور مختلف پیشیوں سے ہے، اس کے امکانات پر اپنے خدشات کا اظہار کرچکے ہیں۔ مسلمانوں اور ہندوؤں کی بڑھتی ہوئی خلیج بھی اس کے امکان میں اضافہ کرے گی۔

مزید برآں مسلم رائے عامہ کی اصل صورتحال سامنے نہ ہونے کی وجہ سے یہ موضوع قیاس آرائیوں کا مرکز بن سکتا ہے اور بن چکا ہے جو کہ اپنے سیاسی مضرات کے حوالے سے خطرناک ہے۔ مسلم کیوٹی میں بنیاد پرستی میں اضافے کے حوالے سے کسی قسم کے اندازے لگانے سے مسلمانوں کے خلاف پالیسیوں اور رویے میں تختی ہو جائے گی اور اسے بہانہ بنایا جائے گا۔ اس سے مسلمانوں کے خلاف مسائل میں اضافہ ہو گا جو پہلے ہی مسائل سے دوچار ہیں بلکہ اس سے بنیاد پرستی اور سخت جذبات کا اظہار بڑھ جائے گا جس کا اکثر خدشہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ اسی کے ساتھ بنیاد پرستی کی حقیقی حد یا مسلمانوں کی تہائی اور مارچلائزیشن میں اس کی بنیادی وجوہات کے بارے میں سمجھنے میں ناکامی کی صورت میں پچیدگیوں میں اضافہ ہو گا اور ان بنیادی وجوہات سے نہیں میں بھی ناکامی کا سامنا کرنا پڑے گا جو کہ ان کی تہائی اور مارچلائزیشن کا سبب ہیں۔

ہم نے اس سلسلے میں کالی کٹ، احمد آباد، جے پور، دہلی، علی گڑھ، کولکاتہ، گوہاٹی، بنگلور، حیدر آباد اور چنانی میں نصف نصف دن پرمنی فوکس گروپ مباحثہ کا اہتمام کیا۔ ممبئی اور لکھنؤ میں دو دو علیحدہ سیشن کیے۔ ان فوکس گروپ مباحثہ میں شرکت کرنے والے افراد کی تعداد پندرہ سے ساٹھ کے درمیان رہی۔ ان اجلاسوں کے بعد 2010ء کے اوائل میں دہلی میں ایک قومی اجلاس ہوا جس میں ان تمام اجلاسوں کے قومی مضرات پر بحث کی گئی جو کہ ہر صوبائی فوکس گروپ میں کیے گئے تھے۔ اس قومی اجلاس میں تیس افراد نے شرکت کی جنہیں صوبائی فوکس گروپ کے اجلاسوں میں شرکت کر尼والوں میں سے چنا گیا تھا۔ ان اجلاسوں میں شرکت کرنے والوں میں مرد، عورتیں، سوشنل ورکر، سیاسی لیڈر، مذہبی لیڈر، سوشن سروس پروڈائیسر، کاروباری حضرات، اساتذہ، فلسفیوں، سائنسدانوں، قانون وانوں، ڈاکٹروں، انجینئروں، مذہبی سکالر اور عام آدمیوں نے شرکت کی۔

ہم نے ہندوستان بھر میں عام ہندوستانی مسلمانوں جن میں ورکر اور خود ملازم شامل تھے، اس کے علاوہ اور بیان کیے گئے پیشوں کے حوالے سے اضافی لوگوں سے بھی بات کی۔ ہم نے سینئر ترین سرکاری افسروں، عام لوگوں اور محنت مزدوری کرنے والوں سمیت ہر سطح کے مسلمانوں سے بات کی۔

لوگوں کو انتڑویو کے لیے منتخب کرنے کے حوالے سے ہم نے اس بات کو خاص طور پر

یقینی بنایا کہ ہمیں ایسی گفتگو اور نقطہ نظر سننے کو ملے جو کہ فوکس گروپ مباحثت میں موجود نہیں تھے۔ ہر انٹرویو اور فوکس گروپ میں ہم نے گذشہ مباحثت سے ملنے والے مرکزی خیالات پر آراء کو حاصل کیا۔ چنانچہ اس پورے دوسالہ پر اس کو مجتمع اور جاری سنگل ڈسکشن کے طور پر دیکھا جائے جسے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ فوکس گروپ مباحثت اور ساتھ ہی انفرادی نقطہ نظر حاصل کرنے سے ہم اس قابل ہوئے کہ یہ جان گئیں کہ بحث یا اتفاق رائے کی صورت میں مختلف نقطہ نظر اور تجربات کے حامل مسلمان ایک دوسرے سے کیا کہتے ہیں۔ کمیونٹی کے اندر سے ان کے خیالات جاننے کا جو موقع ہمیں ملا وہ بہت بیش قیمت رہا۔ فوکس گروپس کے لیے مدعو کیے گئے افراد اور انٹرویو کے لیے منتخب کردہ افراد کی جو فہرستیں تیار کی گئیں ان میں اس بات کو یقینی بنایا گیا کہ ان میں زیادہ سے زیادہ مختلف پس منظر کے حامل افراد کو لیا جائے تاکہ مسلمانوں کی سامنے آنے والی سوچ نہ صرف درست ہو بلکہ ہر ممکن تفصیلی طور پر سامنے آئے۔ ہم نے جہاں تک ممکن ہوا کہ بحث میں نمائندگی کے سلسلے میں وسیع ترین تنوع پیدا کیا جس میں فرقہ و رانہ شناخت سے لیکر مذہبی اور سیاسی نظریات کے ساتھ ساتھ پیشوں، معاشرت اور پیش و رانہ پس منظر کا بھرپور تنوع قائم کیا۔ فوکس گروپ کی تشكیل کا دارود مدار ان مقامات پر ہوتا تھا جہاں یہ منعقد کیے جاتے تھے۔ ہم نے ہر جانب سے لوگوں کی رائے لی اور ان کے ساتھ مباحثت کا اہتمام کیا اور ان سے سیاسی فلسفوں بشملہ لبرل سیکولر، عسکریت پسند، اسلامست، نسائی علمبردار، مذہبی سکالرز سے لے کر انتہائی قدامت پرست اور انتہائی آزاد خیال نقطہ نظر کے حامل افراد، معاشی پوزیشنز کے حامل افراد سے لیکر بقاء کی جدوجہد کے تجربات اور، ریڈیکل سوشل نظریات کے حامل ہر قسم کے افراد شامل تھے جن سے ہم نے جامع انداز میں بات کی۔

اگرچہ ہم نے جن موضوعات کو اٹھایا اور بات کی ان کے بارے میں نظریاتی نقطہ نظر اور شرکاء کی تدبیراتی فکر میں وسیع پیمانے پر تنوع پایا گیا تاہم ہندوستان کے مسلمانوں کے بنیادی مسائل کے حوالے سے ایک قابل ذکر اتفاق رائے پایا گیا۔

ہمیں یہ امر بھی تسلیم کرنا ہو گا کہ ہماری سٹڈی میں ہندوستان کے دیہاتی علاقوں کو شامل نہیں کیا گیا۔ اگرچہ ہمارے شرکاء بحث برآ راست تجربات اور مشاہدات کے ذریعے ہندوستان کے دیہاتوں کی صورت حال سے اچھی طرح واقف تھے تاہم ہمارا فیلڈ ورک مکمل

طور پر ہندوستان کے شہروں اور قصبوں تک محدود تھا اور اس میں سامنے آنے والے زیادہ تر نقطہ نظر شہری ہے۔

ہم یہ بھی بتا دیں کہ ہم نے اس سنڈی میں ایک مسلم اکثریت والی ہندوستانی ریاست جموں و کشمیر کو دانستہ طور پر شامل نہیں کیا باوجود یہ کہ ہم نے دہاں کا دورہ بھی کیا اور وہاں ماحولیاتی تبدیلیوں اور معماشی رحمات کا مطالعہ کیا۔ کشمیری مسلمان خود کو ہندوستان کے دیگر مسلمانوں کے ساتھ شاخت نہیں کرتے۔ خود مقاری اور ریاست کے رتبے کے حوالے سے ان کا کوئی بھی موقف ہو، وہ جغرافیہ کی رو سے قومی یا نیم قومی ثقافت اور تاریخ کے لحاظ سے خود کو منفرد سمجھتے ہیں۔ فوکس گروپس اور انڑو یو کے موقع پر یہ بات واضح تھی کہ دیگر ہندوستان کے مسلمان کشمیر کے مسئلے اور کشمیری مسلمانوں کی فلاج و بہبود کو ”سوئی جیفرز“ (خاص اور منفرد مسئلہ) کے طور پر دیکھتے ہیں۔ جزوی طور پر وہ تازعے کے منفرد تاریخی اور جغرافیائی پہلو و کشمیریوں کے ساتھ شیئر کرتے ہیں۔ وہ اس بات سے بھی ڈرتے ہیں کہ کشمیر پر پائی جانے والی پاکستان ہندوستان دشمنی و سیچ تر ہندوستانی سماج میں ان کے اپنے مقام کو اور بھی تنازعہ بنادے گی جس سے دائیں بازو کے ہندوؤں کے اس الزام کو مزید تقویت ملے گی کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی اکثریت اٹھی نیشنل یا خفیہ طور پر پاکستان کی ہمدرد ہے۔

وسعٗ تر تناظر

”میں مسلمان ہوں اور مجھے اس پر فخر ہے۔ اسلام کی تیرہ سو سالہ شاندار روایت میرا درش ہے۔ اسلام کی روح میری رہنمائی کرتی ہے اور مجھے آگے بڑھنے میں مدد دیتی ہے۔ مجھے ایک ہندوستانی ہونے پر فخر ہے۔ میں اس ناقابل تقسیم وحدت کا حصہ ہوں جو ہندوستانی قومیت ہے۔ میں اس عالیشان عمارت کا ناگزیر حصہ ہوں اور میرے بغیر ہندوستان کی شاندار عمارت نامکمل ہے۔ میں وہ بنیادی عصراں ہوں جسے ہندوستان کو تعمیر کرنا ہے۔ میں اس دعوے سے کبھی دست بردار نہیں ہو سکتا۔“

مولانا ابوالکلام آزاد

مسلمان ہندوستانیوں کے بارے میں ایک روایتی تصور ہے کہ وہ ایک غیر متحرک اور خاموش اقلیت ہیں جو موجودہ زمانے کے غیر مسلم ہندوستان میں سکون کے ساتھ زندگی گذار رہے ہیں۔ ہندوستان میں مسلمان جس طرح باقی ملک کے ساتھ ہم آواز ہیں یا وہ جس طرح ایک سیکولر لیکن ہندو ائمہ کلچر میں مدغم ہو چکے ہیں اس پر غیر ہندوستانی مسلمان ان کی طرف خوارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ وہ ایک جانب تو ہندوستان میں مسلمانوں کے خلاف مقدمات کی صورت میں ان کے ساتھ یک جہتی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور دوسری جانب وہ اس وقت اطمینان کا اظہار کرتے ہیں جب یہی ہندوستانی مسلمان پان اسلامی کاز جیسے فلسطین وغیرہ سے یتکہنی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ لیکن وہ مسلمان ہندوستانیوں کو ایک ایسی طاقت کے طور پر کم ہی دیکھتے ہیں جسے مسلم امہ کے ساتھ شمار کیا جائے۔ ایسا ہمیشہ سے نہیں تھا۔ مسلمان مفکر ہیں اور سکالر ہیں خود کو ایک وسیعٗ تر تناظر کے ساتھ

دیکھتے ہیں۔ وہ ایک ہزار سالہ تہذیب کے وارث ہیں جو کہ جدید تاریخ کی عظیم ترین تہذیب ہے جس کا دامن فلسفے، طرزِ تعمیر، آرٹ اور ادب کی عظمتوں سے بھرا ہوا ہے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی جو تہذیب ہے اسے دنیا بھر کے مسلمانوں کی جانب سے اسلامی تہذیب میں جزوی ایک موتی کی طرح دیکھا جاتا ہے۔ برصغیر کے مسلمانوں کی تقسیم کے نتیجے میں پہلے دو اور پھر تین قوموں کے وجود میں آنے تک اسلامی دنیا میں یہ بلاشبہ ایک عظیم ترین نہیں تو عظیم تہذیب کا درجہ ضرور رکھتی تھی۔

مسلم ہندوستانی بگلہ دلش اور پاکستان کے مسلمانوں کے ساتھ جس طرح ایک جغرافیائی، تاریخی، علمی اور ثقافتی تعلق محسوس کرتے ہیں اس کی سیاسی حیثیت بہت نازک ہے۔ یہ ہندو اپنے پسندوں کے لیے ایک آسان نشانہ ہے جو یہ سمجھتے ہیں یا الزام عائد کرتے ہیں کہ ہندوستانی مسلمان ”قومِ مختلف“ ہیں کیونکہ وہ اندر خانے پاکستان کے ساتھ ہمدردی رکھتے ہیں اور ان کے لیے ہندوستانی شناخت سے زیادہ مسلم شناخت اہمیت رکھتی ہے۔ لیکن جہاں تک ثقافتی اور مذہبی فکر کی بات ہے تو جنوبی ایشیائی مسلمانوں کی حیثیت سے جو ورثہ ان کے پاس ہے وہ ان کے لیے فخر کا باعث ہے۔ یہ اسلام کی ایک منفرد اور بeryl مشکل ہے جو کہ اپنے جغرافیائی محل و قوع اور تاریخی تجربات سے مخصوص قسم کی خصوصیات حاصل کرتا ہے۔ جنوبی ایشیا کے مسلمان کسی بھی اسلامی خطے کے مقابلے میں زیادہ بڑا اور ثقافتی گروپ تشکیل دیتے ہیں۔

اسلام کا انشا اور ایرانی اور وسطی ایشیائی ثقافت کا امتزاج وسیع ہندوستانی قومی تاریخ، ثقافت اور تہذیب کے ناقابل تقسیم حصے کے طور پر برقرار رہتا ہے۔ آزادی کی جدوجہد کے سلسلے میں بھی مسلمان ہندوستانی ناگزیر ہتھ اور اس وقت ہندوستان میں جو ایک کشیرالمذہبی سیاسی اور ثقافتی شناخت تھی اور آج کے ہندوستان کی جو ثقافتی اور علمی شناخت ہے اس کا بھی ناگزیر حصہ ہیں۔ ہندوستانی مسلمان ایک مشکل توازن کے ساتھ جدوجہد میں مصروف ہیں۔ ایک جانب تو وہ اپنے مذہبی اور ثقافتی ورثے اور اس وسیع قومی لکچر پر فخر کا احساس رکھتے ہیں جو انہوں نے تشکیل دیا ہے اور دوسری جانب یہ اسلام ہی تھا جس نے 1947ء میں ان کے وطن کا بٹوارہ کیا تھا۔ ہندوستانی مسلمان اپنے ہندوستانی ہونے پر بھی فخر کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے تقسیم کے باوجود نئے ملک پاکستان میں ہجرت کرنے کے بجائے

کیشالمذہبی ہندوستان میں رہنے کو ترجیح دی۔

لیکن انفرادی کامیابیوں کے باوجود مسلمان ایک گروہ کے طور پر آزاد ہندوستان میں خوشحالی حاصل نہ کر سکے۔ حال ہی میں نہ صرف ہندوستان بلکہ ہندوستان کے باہر بھی یہ تشویش جنم لے چکی ہے کہ معاشری، سماجی اور ثقافتی طور پر مار جلا تر شہریوں کی ایک بڑی آبادی کا وجود قومی یک جہتی کے لیے بہت بڑا مسئلہ ہوتا ہے جو اس کے ساتھ ہی سیاسی اور سماجی طور پر بھی عدم استحکام کا منبع بن سکتا ہے۔ بعض حلقوں کا خدشہ ہے کہ اس وقت ہندوستانی مسلمانوں میں جوریاست مخالف اور پان اسلامی نظریات تیزی سے بڑھ رہے ہیں اس کی وجہ ان میں پایا جانے والا محرومی اور ناراضگی کا احساس ہے اور جو قتندر گروہ ان نظریات سے متاثر ہو رہے ہیں وہ بھی مستقبل میں مسائل کو جنم دے سکتے ہیں۔

اگرچہ ہندوستان میں مسلمانوں کی آبادی (سولہ کروڑ) لگ بھگ پاکستان کی آبادی کے قریب قریب اور بگھے دلیش کے برابر جبکہ کئی غالب اکثریت والے مسلمان ملکوں (جیسے مصر کی آبادی آٹھ کروڑ ہے) سے بہت زیادہ ہے لیکن اس کے باوجود بھارت کے مسلمان نسبتاً کم پڑھے لکھے اور ناخواندہ ہیں۔ ان کے محسوسات اور خراب حالات کو غیر ہندوستانی تو دور کی بات ہندوستانی غیر مسلمون میں بھی کم ہی سمجھا جاتا ہے۔ ان میں یہ احساس بھی پایا جاتا ہے کہ بھارت بھر میں مختلف النوع مسلمان کیونیز میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ اس حوالے سے بھی بے بس ہیں۔

ایک مختلف قسم کی اقلیت

ہندوستان میں مسلمانوں کی آبادی کے حوالے سے جو غیر رسمی اور غیر سرکاری اعداد و شمار ہیں وہ بہت متفرق ہیں اور اس حوالے سے مسلمانوں کے حامیوں اور مخالفین میں خاصی تکرار پائی جاتی ہے 2001ء کی مردم شماری کے حوالے سے ایک تخمینے کے مطابق ان کی آبادی سولہ کروڑ کے لگ بھگ ہے جو کہ کل آبادی کا 13.5 فیصد ہے۔ آبادی کے یہ اعداد و شمار کہاں تک درست ہیں؟ یہ بھی بذاتِ خود ایک ایسا سوال ہے جس پر بہت تنازعہ پایا جاتا ہے جو اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کو جس ناگوار صورتحال کا سامنا ہے اس کے بارے میں بھی کس قدر تنازعہ ہو گا۔ مسلم مخالف دائیں بازو والے تو یہاں تک کہتے ہیں کہ مسلمان ہندوستان کی کل آبادی کا تمیں فیصد تک ہو چکے ہیں جس سے ایک قسم کا اضطراب ظاہر ہوتا ہے یا پھر ایسا کر کے شاید وانتہ طور پر خطرے کی گھنٹی بجائی جاتی ہے کہ آیا مسلمان ایک روز بھارت کی ہندو آبادی کو ہی اقلیت میں بدل دیں گے اور یوں ان کی سلامتی کو خطرے میں ڈال دیں گے۔ انتہا پسند مسلمان حلقوں کا یقین ہے کہ اصل اعداد و شمار سرکاری اعداد و شمار سے دو گنا ہیں اور یہ کہ مسلمانوں کی آبادی کو جان بوجھ کر کم ظاہر کیا جاتا ہے تاکہ انہیں ان کے حقوق سے محروم رکھا جاسکے۔ ذمہ دار مسلمان حلقة کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی آبادی کل بھارتی آبادی کا بیس فیصد ہے۔ بہر حال کچھ بھی کہا جائے یہ حقیقت تو روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ مسلمان ہندوستان میں دوسرا سب سے بڑا مذہبی گروہ اور دنیا کی سب سے بڑی مسلمان اقلیت ہیں۔

ان کی آبادی کتنی ہے؟ اس سے قطع نظر ہندوستان میں مسلمانوں کی جو حیثیت ہے وہ

اس حقیقت سے پھوٹی ہے کہ موجودہ ہندوستان میں ایک اقلیت ہونے کے باوجود وہ ایک ایسی سیاسی تاریخ کے وارث ہیں جو ان طاقتوں مسلم سلطنتوں پر مشتمل تھی جو طویل عرصے سے ہندوستان پر غالب رہی تھیں۔ وہ ایسی ثقافتی روایات کے امین ہیں جن کا ماذ مقامی بھی ہے اور وسط ایشیائی بھی۔ اور یہ وہی رنگ ہے جو آج کی جدید ہندوستانی شناخت میں بھی دکھائی دیتا ہے۔ صرف بیسویں صدی کے وسط میں قیام پاکستان سے پہلے تک غیر منقسم ہندوستان میں مسلمان کل آبادی کا ایک تھائی تھے۔

لہذا ہندوستان میں مسلمان خود کو اس طرح ایک اقلیت کے طور پر نہیں دیکھتے جس طرح دوسری اقلیتیں دیکھتی ہیں۔ ہندوستان ان کا ہے اور وہ اس ملکیت اور تعلق کا پورا احساس رکھتے ہیں۔ تاہم مسلم مخالف دائیں بازو کے انتہا پسند ہندو گروہوں کے سامنے آنے کے بعد ان میں بے چینی کا احساس بھی بڑھ رہا ہے۔ جہالت اور روایتی تصورات کی بنیاد پر ہندوستانی مسلمانوں کے خلاف تعصّب تیزی سے بڑھ رہا ہے۔

مذہبی اور قومی تشخیص

اگرچہ برصغیر میں مسلمان ہمیشہ ایک اقلیت کے طور پر ہی رہے ہیں لیکن جس وقت یہاں پر انگریزوں نے بذریعہ بقشہ کیا تو ہندوستان پر مسلم اشرافیہ کی حکومت تھی۔ مختلف نسلوں کے مسلمان (ترک اور ایرانی) اور سلطنت دہلی اور مغلوں کی شکل میں مسلم خاندان گذشتہ چھ سال سو سال سے ہندوستان پر حکومت کر رہے تھے۔ کئی علاقوں (جو پاکستان کا حصہ بنے) میں مسلمان ویسے ہی اکثریت میں تھے اور یہاں پر جو ہندو گھر تھا اس پر بھی مسلمانوں کی علمی اور ثقافتی چھاپ نمایاں تھی۔ کئی ایسے علاقوں بھی تھے جو برہاہ راست مسلمانوں کے کشوروں میں نہیں تھے لیکن اس کے باوجود ان پر مسلمانوں کے اثرات تھے کیونکہ وہاں پر اشرافیہ میں مسلمان بھی شامل تھے اور آبادی میں مسلمان اقلیت کے طور پر بھی موجود تھے جس کی وجہ سے خوارک، فون لطیفہ، تعمیرات حتیٰ کہ مذہبی فکر میں بھی مسلمانوں کے ملے جلے اثرات شامل تھے۔

لگ بھگ ایک صدی تک ہندوستان میں مذہبی شناخت تقسیم کا باعث رہی۔ ہندوستان کو اس وقت یہودی طور پر سلامتی کے جن چیزوں کا سامنا ہے ان کے حوالے سے کسی بھی قسم کی فیصلہ سازی میں اسلام کے اس کردار کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا جو ان ملکوں کے قیام میں شامل ہے جن پر جنوبی ایشیا مشتمل ہے۔ لیکن جہاں تک مسلمانوں میں علیحدگی پسندی اور قوم پرستی کی بحث ہے اس حوالے سے مسلمان دونوں اطراف سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ برطانیہ سے آزادی کے لیے ایک قومی تحریک کی تیاری کے موقع پر تمام قوم پرست تحریکوں کو جس سوال کا سامنا تھا وہ یہ تھا: بھارتی قومی